اسلامی قانون ''نفقہ'' محض کھانا کپڑا مہیا کر دینے سے کہیں زیادہ وسیع مفہوم رکھتا ہے، ''بیوی کی کفالت شوہر کا فرض منصبیہ'' خواہ بیوی کتنی ہی دولت مند ہو، شوہر کتنا ہی غریب کیوں نہ ہو۔

عورت کو اس حقوق کے ساتھ ساتھ شریعت اور مسلم قانون خلع کا حق دیتا ہے۔ مسلم فیملی لاء آرڈی نینس کی رو سے جہاں مرد کو طلاق کا حق دیا گیا ہے وہاں عورت کو بھی خلع کا حق دیا گیا ہے''

یعنی اگر شوہر اخراجات برداشت نہیں کرتا بیوی کا حق ادا نہیں کرتا اور طلاق بھی نہیں دیتا تو عورت از خود خلع کا مطالبہ کر سکتی ہے اور عدالت سے حاصل کر سکتی۔ جس کی صورت یہ ہے اگر شوہر بیوی کو طلاق نہ دے تو بیوی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ شوہر کے دیئے گئے مال اور حق سے دست بردار ہو کر خلع حاصل کر لے، اور بیوی عدالت سے بھی رجوع کر سکتی ہے۔ اگر شوہر بیوی کو خود طلاق دیتا ہے تو ایسی صورت میں بھی اللہ تعالیٰ نے عورت کے حق میں کچھ شرائط مقرر کئے ہیں، اول یہ کہ: ''اگر مہر کی رقم ادا نہیں کی گئی ہو تو سب سے پہلے عورت کو مہر کی رقم ادا کی جائے'' اور عورت کی عدت کے دوران نان نفقہ (یعنی عورت کے تمام اخراجات کی ادائیگی) مرد کی ذمہ داری ہے۔ یہ حق عورت کو شریعت نے عطا کیا ہے۔

ایک طرف تو اسلام اور مسلم قوانین ہیں جنہوں نے عورت کو ہر لحاظ سے اس کے حقوق مہیا کئے ہیں، دوسری طرف ہمارے آباء واجداد اور ہماری اپنی بنائی ہوئی فرسودہ اور ذاتی مفادات پر مبنی رسمیں ہیں، جو عورت کو اس کے حقوق سے محروم کرتی ہیں۔

تجھ کو چھوڑا رسول عربی کو چھوڑا بت گری پیشہ کیا بت شکنی کو چھوڑا
عشق کو عشق کی آشفتہ سری کو چھوڑا رسم سلمانؓ واویس قرنی ؒ کو چھوڑا

روایتی طور پر پاکستان میں عورتوں کو وراثت میں حصہ دینے میں نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور اس کے لئے طرح طرح کے حربے استعمال کئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ بلوچستان کے بعض علاقوں میں عورت کو جائیداد سے محروم رکھنے کے لئے مرد بستر مرگ پر بھی اللہ کے حکم کی پرواہ کئے بغیر بیوی کو طلاق دے دیتا ہے، اسی طرح سندھ میں عورت کو کاری قرار دے کر قتل کر دیا جاتا ہے یا قرآن سے شادی کر دی جاتی ہے۔

اسی طرح سرحد میں عورتوں کو نکاح کے وقت جائیداد کا حصہ حق مہر کے نام پر دیا جاتا ہے جو بعد میں ان سے بخشوا لیا جاتا ہے۔ پنجاب کے بعض علاقوں میں باپ کی وراثت میں سے بیٹی کا حصہ

کبھی بیٹے کو ملتا ہے اور اگر کوئی بیوہ دوسری شادی کرنا چاہتی ہے تو اسے جائیداد میں سے کوئی حصہ نہیں دیا جاتا۔ ایسے لوگوں کے لئے علامہ اقبال کے الفاظ میں فقط دعاء کی جا سکتی ہے،

جنس نایاب محبت کو پھر ارزاں کردے ہند کے دیر نشینوں کو مسلمان کردے۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ماں باپ اور رشتہ داروں میں عورتوں کا بھی حصہ ہے خواہ ترکہ تھوڑا ہو یا زیادہ حصہ مقرر ہے۔

آج وراثت تقسیم نہیں ہوتی ہے جس کی وجہ سے جاگیرداری ختم نہیں ہو رہی ہے، قرآن کریم کے اس واضح حکم کی روشنی میں عورتوں کو جائیداد کی تقسیم میں مستقل حصہ دار شمار کیا گیا ہے، لہذا عورت کو اس کے حق سے محروم کرنا اللہ کی نافرمانی کے مترادف ہوگا۔ بقول اقبال ؎

لطف مرنے میں ہے باقی نہ مزا جینے میں کچھ مزہ ہے تو یہی خون جگر پینے میں

پاکستانی آئین ۱۹۷۳ء بھی عورتوں کو جائیداد کی مالکہ بننے کا حق دیتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام اور موجودہ قانون عورت کے حق جائیداد، حق وراثت اور حق ملکیت کو تسلیم کرتے ہیں۔ اسلام جامع مذہب ہے ہر ایک کو مساویانہ زندگی گزارنے کا حق فراہم کرتا ہے بحیثیت ہماری ذمہ داری ہے حکم الٰہی اور تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں اپنے حقوق کو پہچانیں اور انہیں حاصل کرلیں، اور جو فرائض لازم ہوتے ہیں، انہیں ادا کریں یاد رکھیں ہر حق اپنے ساتھ فرائض بھی لاتا ہے یعنی اپنے حق کے حصول کے ساتھ دوسرے کے خود بھی ادا کریں، بقول اقبال ؎

عجمی خم ہے تو کیا مئے تو حجازی ہے مری نغمہ ہندی ہے تو کیا لَے تو حجازی ہے مری

افسوس آج ہم آتش فشاں کے اس لاوے پر کھڑے ہیں جو کسی وقت بھی ابل کر ہمیں اذیت ناک دردناک موت سے دوچار کرسکتا ہے۔ بلکہ کر بھی رہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اللہ کے محبوب ﷺ کے تشکیل کردہ احکامات پر عمل نہیں کر رہے ہیں۔ بقول علامہ اقبال ؎

ہر کوئی مست مئے ذوق تن آسانی ہے تم مسلمان ہو یہ انداز مسلمانی ہے

حیدری فقر ہے نے دولت عثمانی ہے تم کو اسلاف سے کیا نسبت روحانی ہے

وہ زمانہ میں معزز تھے مسلماں ہوکر اور تم خوار ہوئے تارک قرآن ہوکر

ہم اسوہ حسنہ کو بالائے طاق رکھ کر فرسودہ رسمیں اپنا چکے ہیں۔ جبکہ سیرت النبی ﷺ میں جابجا ان رسومات ومعاملات کی تردید کی گئی ہے۔

اگر ہم اس پیچیدہ اور آلام ومصائب کے گھر یعنی دنیا کو جنت کا گہوارہ بنانا چاہتے ہیں اور اپنا گم شدہ سکون دوبارہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول کے احکامات اور قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو جائیں۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

محسن انسانیت نے خواتین کو جو مقام، حقوق اور قوانین آج سے چودہ سو سال پہلے عطا کئے تھے وہ آج بھی جامع ومکمل ہیں یہ وہ قوانین وحقوق ہیں جو دنیا کے کسی بھی مذہب یا قانون نے عورت کو اس وقت تک نہیں دیئے تھے۔

ہمیں ان قوانین کی قدر کرنی چاہئے اور انہیں ملک میں نافذ وجاری کرنا چاہئے اور رسوم و رواج کا خاتمہ کرنا چاہئے میں اسی پر اپنی بات مکمل کرتی ہوں۔

کہیں ہے کفر اور کہیں اسلام کہیں دونوں کو کرتے ہیں سلام

عورت اور پردہ

سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں

فریال سعید

ایم۔اے اسلامک اسٹڈیز سال اوّل

چادر کو اتارا عورت نے، پردے کی عادت بھول گئی
گھر سے نکلی باہر ہوئی عفت کی حفاظت بھول گئی

عورت کی وضع اور ساخت ہی اللہ تبارک نے ایسی بنائی ہے کہ یہ سراپا ستر ہے اسی وجہ سے

اللہ تعالیٰ نے بلاضرورت اس کے گھر سے باہر جانے پر پابندی لگا دی ہے تا کہ یہ گوہر آبدار ناپاک نظروں کی ہوس سے گرد آلود نہ ہو جائے اور نہ اس کی ناموس داغدار ہو جائے، اس کی عزت پر دھبہ نہ آجائے اور یہ گوہر آبدار کہیں روندے ہوئے پھول کی طرح کوڑے کے ڈھیر پر پھینکنے کے قابل نہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ (۱)

اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور جس طرح (پہلے) جاہلیت (کے دنوں) میں اظہار تجمل کرتی تھیں اس طرح زینت نہ دکھاؤ۔

اس آیت مبارکہ میں جاہلیت سے مراد زمانہ اسلام سے قبل جاہلیت کا وہ دور ہے جس میں عورتیں بن ٹھن کر بازاروں اور میلوں میں گھومتی پھرتی تھیں اور غیر مردوں کو اپنی طرف متوجہ کر کے شرم وحیاء کی مقدس چادر کو تار تار کرتی تھیں، اس آیت کے تحت علامہ عثمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں عورتیں بے پردہ پھرتیں اپنے بدن اور لباس کی زیبائش کا اعلانیہ مظاہرہ کرتی تھیں اس بداخلاقی اور بے حیائی کی روش کو مقدس اسلام کب برداشت کر سکتا ہے اس نے عورت کو حکم دیا کہ گھروں میں ٹھہریں اور زمانہ جاہلیت کی طرح باہر نکل کر حسن و جمال کی نمائش نہ کرتی پھریں۔(۲)

عورت جب بے پردہ گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان حرکت میں آتا ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

المرأةُ عورةٌ فاذا خرجت استشرفها الشيطان (۳)

عورت پردہ میں رہنے کی چیز ہے جب کوئی عورت باہر نکلتی ہے، تو شیطان اس کو مردوں کی نظروں میں اچھا کر کے دکھاتا ہے۔

عورت ستر ہے اور ستر چھپانے والی چیز کو کہا جاتا ہے عورت جب چھپی ہوئی ہے تو عورت ہے اس میں حیاء ہے، پاکدامنی ہے اور اپنے خاوند کے لئے وفاداری اور نباہ کا جذبہ ہے لیکن یہی عورت جب بازاروں اور تفریحی مقامات کے ماحول میں بے پردہ قدم رکھتی ہے اور مختلف نظروں کا نشانہ بنتی ہے تو پھر اس کے اندر سے خاوند کی محبت اور وفاداری کا جذبہ دیگر مردوں کے لئے بھی

پیدا ہوسکتا ہے۔ فحاشی و بے حیائی سے بچانے کے لئے اسلام نے عورت کو اپنی ضروریات پورا کرنے کے لئے کچھ پابندیوں کے ساتھ باہر نکلنے کی اجازت دی ہے۔

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ (۴)

اے پیغمبر! اپنی بیویوں بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ (باہر نکلا کریں تو) اپنے (رو) پر چادر لٹکا کر (گھونگھٹ نکال) لیا کریں۔

اس آیت مبارکہ میں عورتوں کو پابند کیا گیا کہ جب وہ نکلیں تو بڑی چادر اوڑھ لیا کریں اور چادر کا کچھ حصہ چہرہ پر لٹکا لیا کریں۔ معمولی لباس میں باہر نکلنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں نے عبید بن حارث حضرمی سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد:

يدنين عليهن من جلابيبهن

کے متعلق پوچھا تو انہوں نے اپنے کپڑے سے اس کا مظاہرہ کر کے دکھلایا اور وہ اس طرح کہ انہوں نے اپنا سر اور چہرہ چھپالیا اور ایک آنکھ سے پردہ ہٹا دیا۔ (۵)

اسی طرح قرآن کریم میں اس حکم کو اور بھی واضح طور پر بیان فرمایا کہ اپنی زینت اور خوبصورتی کو ظاہر مت کرو!

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۪ (۶)

اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی آرائش (یعنی زیور کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں مگر جو ان میں سے کھلا رہتا ہو۔ اور اپنے سینوں پر اوڑھنیاں اوڑھے رہا کریں۔

اس آیت مبارکہ کی رو سے چند شرائط کے ساتھ عورت کو ضروری کام کاج کے لئے باہر جانے کی اجازت دے دی گئی ہے۔

۱۔ پہلی شرط میں عورتوں کو نظریں جھکا کر چلنے کا حکم دیا گیا ہے تا کہ غیر محرم مردوں پر نظر نہ